محمد زبیر فاروقی شوکت الہ آبادی

قرآن پاک اور علم عروض

صاحب "عروض سیفی" نے شعر کی تعریف اس طرح کی ہے

"شعر در لغت دانستن و دریافتن است و در اصطلاح سخنے است موزوں کہ دلالت کند بر معنی و قافیہ داشتہ باشد و قابل قصدِ موزونیٔ آں سخن کردہ باشد"

یعنی لغت میں کسی چیز کے جاننے اور دریافت کرنے کو شعر کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں شعر وہ کلام ہے جو موزوں ہو۔ (یعنی وزن رکھتا ہو) بامعنی ہو، قافیہ رکھتا ہو اور شاعر نے بالقصد اس کو موزوں کیا ہو۔

اس تعریف کی رُو سے مندرجہ ذیل نکات لوازم شعر ہیں:

۱۔ کلام موزوں ہو یعنی مقررہ اوزان میں سے کسی وزن کے مطابق ہو کیونکہ جس کلام میں وزن کا التزام نہ کیا گیا ہو وہ نثر ہے اس کو نظم نہیں کہہ سکتے۔

۲۔ کلام معنی دار ہو یعنی اس کلام کو سن کر سامع اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ جائے بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ مہمل اور بے معنی کلام کو شعر نہیں کہہ سکتے۔

۳۔ اس کلام میں ردیف و قافیہ یا صرف قافیہ کا التزام کیا گیا ہو کیونکہ اس سے کلام میں ایک خاص قسم کا آہنگ، موسیقیت اور حسن پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ اور شاعر نے کلام بالقصد یا بالارادہ کہا ہو۔

جس طرح ہر ملک کا ایک قانون ہوتا ہے اور اس میں رہنے والوں اور اس ملک میں داخل ہونے والوں پر اس قانون کی پابندی لازمی ہوتی ہے بالکل اسی طرح شاعری کی دنیا میں قدم رکھنے والوں کے لیے شاعری کے قواعد و ضوابط کی پابندی لازم ہے۔

اس زمانہ میں بعض ذکی الطبع دانشوروں کا خیال ہے کہ شعر گوئی کے لیے کسی قواعد و ضوابط کو جاننے کی ضرورت نہیں اور اپنے ما فی الضمیر کو مناسب الفاظ میں بیان کر دینا ہی شاعری کی معراج ہے اس کے لیے نہ وزن کی ضرورت ہے نہ ردیف و قافیہ کی حاجت، ان کا خیال ہے کہ ردیف و قافیہ کی پابندی کی وجہ سے بسا اوقات اچھے سے اچھا مضمون صحیح طور پر نظم نہیں ہو پاتا۔ ان کے خیال میں علم عروض سے واقفیت حاصل کیے بغیر بھی ایک شخص مکمل اور کامیاب شاعر بن سکتا ہے ان کے خیال میں شاعری کے لیے تخیل کی ضرورت ہے جس کو مناسب الفاظ میں بیان کر دینا ہی اصل شاعری ہے۔ اس کے لیے کسی قواعد ضوابط کی پابندی ضروری نہیں۔

انہیں نظریات نے موجودہ زمانہ میں غیر معروف شاعری، آزاد شاعری، نظم معریٰ نثری نظم وغیرہ کو جنم دیا ہے جو خاص حلقوں میں خاص مقبولیت بھی حاصل کر رہی ہیں۔ بہر حال یہ اپنا اپنا خیال ہے ہم کو ان سے کوئی تعرض نہیں۔ البتہ ہم ایسی تخلیقات کو شاعری تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

یہ چند جملے بطور جملہ معترضہ کے معرض تحریر میں آگئے اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کلام کے موزوں اور با معنی ہونے اور ردیف و قافیہ سے مزین ہونے کی شرائط میں تو کسی کلام کی گنجائش نہیں البتہ بالقصد شعر کہنے کی شرط سے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن پاک اور احادیث نبویؐ میں چند فقرے موزوں ہیں جو زور خطابت کا مظہر ہیں اور چونکہ بالقصد نہیں کہے گئے اس لیے ان پر شعر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن پاک کی آیت "ثم اقررتم وانتم تشھدون" کلام موزوں ہے جس کا وزن عروضی فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلات ہے اسی طرح حدیث شریف کا فقرہ "الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم" بھی کلام موزوں ہے اس کا وزن عروضی فاعلاتن، فاعلاتن فاعلاتن، فاعلات ہے لیکن چونکہ شاعری خلاف شان احدیت و رسالت ہے اس لیے قرآن پاک کی موزوں آیتوں اور حدیث شریف کے موزوں فقروں کو شعر نہیں کہا جا سکتا۔

فارسی اور اردو کے شعراء قدیم نے قرآن پاک کی آیتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو مصرعہ تسلیم کیا ہے اور اکثر شعراء نے اپنی مثنوی کی ابتداء اسی سے کی ہے۔ مثلاً امیر خسرو کی مثنوی "مطلع الانوار" کا پہلا شعر ہے

خطبۂ قدس ست بملک قدیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شعر کی تقطیع یوں ہے:

خُ طْ بَ ءِ زْ	سَ سْ تَ بْ کُلْ	کے تِ دِ یْ مْ
— — . . — —	— — . — . — —	. — — . —
بِسْ مِ اِ لَا	رْ رَ حْ مَا	رْ رَ حِیْ مْ
— — . . — —	— — . — —	. — . —
مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَاْتُ

جیسا کہ میں نے اپنی کتاب "عمدہ اردو عروض" میں وضاحت کی ہے کہ اس بحر کو بحر سریع کہتے ہیں۔

تفنن طبع کے لیے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی چند اور تضمینیں نقل کی جاتی ہیں:

۱. مرزا طاہر نصیر آبادی کا مطلع ہے ؎

ازہ کشِ تارکِ دیوِ رجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲. ملا فرقانی کا مطلع ہے:

سروِ سیہ پوشِ ریاضِ قدیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳. ملا عبدالاحد وحدت کا مطلع ہے ؎

وسمۂ ابروئے عروسِ قدیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

۴. مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کا مطلع ہے ؎

تیغِ سیہ تابِ رسولِ کریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵. عبدالحکیم حاکم کا مطلع ہے ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم
در غم واندوہ و مصیبت ندیم

۶۔ مولوی ذوالفقار علی مرشد آبادی کا مطلع ہے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فیہ شفاءٌ لِدواءِ سقیم

۷۔ مولوی ذوالفقار علی مرشد آبادی کی ایک دوسری مثنوی کی ابتداء اس شعر سے ہوتی ہے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فال وخطِ شاہدِ نظم قدیم

۸۔ نظامی گنجوی کی مثنوی "مخزن الاسرار" کا مطلع ہے ؎

ہست کلید درِ گنج حکیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۔ ملا عبدالرحمٰن جامی کی لاجواب مثنوی "تحفۃ الاحرار" کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے ؎

ہست صلائے سرِ خوان کریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۰۔ عرفی شیرازی کی مثنوی "مجمع الافکار" کا مطلع ہے ؎

موج نخست است ز بحر قدیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۱۔ فیضی کی مثنوی "مرکز الادوار" کی ابتداء اس شعر سے ہوتی ہے ؎

گنج ازل راست طلسم قدیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲۔ اور آخر میں ایک اور شاعر کی مثنوی کا پہلا شعر ملاحظہ ہو ؎

مصرعۂ برجستۂ نظم قدیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس مختصر مضمون کو ختم کرتے ہوئے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے شعراء کی یہ جدتِ طبع ہے کہ قرآن پاک کی آیت کو موزوں قرار دے کر اس پر مصرعے لگائے ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ قرآن کی موزوں آیات اور احادیث نبوی کے موزوں فقرے شعر نہیں ہیں کیونکہ بالقصد نہیں کہے گئے